مسلمان کے مسلمان پر حقوق

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: قَالَ ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ)) قِیْلَ مَاھُنَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: ((اِذَا لَقِیْتَہٗ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ، وَاِذَا دَعَاکَ فَاَجِبْہُ ، وَاِذَا اسْتَنْصَحَکَ فَانْصَحْ لَہٗ ، وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتْہُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْہُ ، وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْہُ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ (خاص) حق ہیں''۔ پوچھا گیا: وہ کون سے ہیں یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: (۱) جب ملاقات ہوتو اسے سلام کرے (۲) جب وہ مدعو کرے تو اُس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی محذور اور مانع نہ ہو) (۳) جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہوتو اس سے دریغ نہ کرے (۴) جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للّٰہ کہے تو (یَرْحَمُکَ اللّٰہ کے ساتھ) جواب دے (۵) جب بیمار ہوتو اس کی عیادت کرے اور (۶) جب وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔''

اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ ؓ ہیں جو متاخرین صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ۷ ھ میں غزوۂ خیبر کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ اس وقت ان کی عمر تیس سال تھی۔ اگرچہ آپ کو صحابیؓ کی حیثیت سے حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے کا بہت تھوڑا عرصہ ملا' مگر آپؓ کی بیان کردہ روایات سب سے زیادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو علم کا ظرف فرمایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں جو کچھ سنتا ہوں بھول جاتا ہوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''جب میں بولوں تو تم اپنا جُبّہ پھیلا دیا کرو اور جب میں بات کر چکوں تو اسے اپنے گرد لپیٹ لیا کرو''۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایسا ہی کیا اور پھر اس کے بعد سے وہ کوئی بات نہ بھولے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا ہی کی برکت تھی کہ وہ کوئی بات نہ بھولتے تھے اور وہ بڑے اطمینان کے ساتھ حدیث بیان کر دیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کی بیان کردہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق گنوائے ہیں۔ حقوق و فرائض دو متضاد الفاظ ہیں۔ ایک شخص کے حقوق دوسرے کے فرائض ہیں۔ یہاں چونکہ دونوں فریق مسلمان ہیں' لہٰذا جو ایک مسلمان کے حقوق ہیں وہی اس کے فرائض بھی ہیں۔ ان چھ حقوق میں سے پہلا حق سلام کرنا ہے۔ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا، اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا

فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ: اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) (رواہ مسلم)
''تم جنت میں نہیں جا سکتے تاوقتیکہ تم کامل مؤمن بن جاؤ' اور تم کامل مؤمن نہیں بن سکتے جب تک کہ تم میں محبت اور یگانگت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت اور یگانگت پیدا ہو جائے۔ (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔''

سلام کے حوالے سے ایک اصول یہ ہے کہ جس کو سلام کیا جائے وہ بہتر جواب دے۔ السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے جواب میں وبرکاتہ کا اضافہ کرے' جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (النساء:۸۶) ''اور جب تمہیں سلامتی کی دعا دی جائے تو تم بھی سلامتی کی اس سے بہتر دعا دو یا اسی کو لوٹا دو۔''

اہلِ ایمان کو چاہیے کہ سلام کرنے میں پہل کریں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ)) (رواہ ابوداوٗد)
''لوگوں میں اللہ کے قریب (اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق) وہ بندہ ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کرے۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے سلام میں پہل کرنے والے کو تکبر سے بری قرار دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

((اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْكِبْرِ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)
''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔''

سلام کے آداب میں یہ بھی ہے کہ گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کریں اور جب گھر سے نکلیں تو بھی سلام کر کے نکلیں۔ ایک مرسل حدیث میں ہے:

((اِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ))(رواہ البیہقی)
''جب تم گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو وداعی سلام کر کے نکلو۔''

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر دوسرا حق یہ ہے کہ جب وہ دعوت پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرے۔ دعوت باہمی تعلقات اور محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اس بات کو پسند نہیں کیا گیا کہ کسی کو دعوت پر بلایا جائے اور وہ جانے سے انکار کر دے الا یہ کہ کوئی حقیقی شرعی عذر ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِئْتُوا الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ)) ''جب تم دعوت میں بلائے جاؤ تو ضرور جاؤ۔''

ظاہر ہے ہر کسی کے رشتہ دار اور دوست احباب ہوتے ہیں اور دعوت کرنے والا تمام تعلق داروں کو تو نہیں بلا سکتا۔ اگر وہ کسی کو ترجیح دے کر دعوت پر بلاتا ہے تو اُس کی محبت کا جواب دعوت میں شامل ہو کر دینا ضروری ہے۔ ولیمہ ایک مسنون عمل ہے اور اگر کسی کو ولیمے کی دعوت پر بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا)) (رواہ مسلم)

’’جب تم میں سے کسی کو ولیمے کی دعوت پر بلایا جائے تو وہ ضرور شرکت کرے۔‘‘

مسلمان بھائی کی طرف سے دعوت پر بلائے جانے پر بلا عذر شرکت نہ کرنے کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی سمجھا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ یُجِبِ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ)) (رواہ مسلم)

’’جس شخص نے دعوت ولیمہ قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔‘‘

شادی ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے اور اس موقع پر عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کو اپنی خوشی میں شامل کرنے کے لیے ولیمہ کرنے کا حکم ہے اور یہاں بھی تاکید کی گئی ہے کہ جس کو ولیمہ کی دعوت میں بلایا جائے وہ ضرور جائے۔

مسلمان پر مسلمان کا تیسرا حق یہ ہے کہ وہ اس کا بھلا چاہے‘ اس کی ضرورت پوری کرنے میں مستعد ہو اور اگر وہ مشورہ چاہے تو اس کو صحیح مشورہ دے۔ دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھنے کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی خوشی میں خوشی کا اظہار کرے اور غمی میں اس کی ڈھارس بندھائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ)) (رواہ مسلم) ’’دین تو خیر خواہی کا نام ہے‘‘۔ حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

’’تم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے محبت ہو تو اسے وہ اس بات کی خبر کر دے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔‘‘

جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ اظہار محبت کرتا ہے تو اس طرح دوسرے کے دل میں بھی اس کی محبت بڑھ جاتی ہے اور محبت تو جتنی زیادہ ہوگی طرفین کے لیے اتنی ہی مفید ہوگی۔

مسلمان کا مسلمان پر چوتھا حق یہ ہے کہ جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو یہ اُس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ اسلام میں موقعہ کی مناسبت سے دعائیہ کلمات سکھائے گئے ہیں۔ چھینک کے ذریعے ایسی رطوبت دماغ سے نکل جاتی ہے جو اگر نہ نکلے تو بیماری کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لیے صحت و اعتدال کی حالت میں چھینک آنا گویا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے‘ لہٰذا جس کو چھینک آئے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور زبان سے الحمد للہ کہے اور پاس بیٹھا مسلمان بھائی اس کی زبان سے الحمد للہ سن کر یرحمک اللہ کے الفاظ کے ساتھ اس کو دعا دے‘ یعنی یہ چھینک تمہارے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ لَہٗ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ‘ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَلْیَقُلْ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ)) (رواہ البخاری)

’’جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ‘‘ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی (جو اس کے پاس ہو وہ) کہے ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہُ‘‘ (تم پر اللہ کی رحمت ہو) اور جب یہ بھائی ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہُ‘‘ (کا دعائیہ کلمہ) کہے تو چاہیے کہ چھینکنے والا (اس کے جواب میں) ’’یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ‘‘ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات درست فرما دے) کہے۔‘‘

لیکن اگر کوئی بندہ چھینک آنے پر غفلت کر جاتا ہے اور الحمد للہ نہیں کہتا تو پاس بیٹھنے والا اس کی چھینک سن کر جواب میں یرحمک اللہ نہیں کہے گا اور چھینک مارنے والا ثواب سے محروم رہ جائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ! قَالَ: ((اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ))

(رواہ البخاری و مسلم)

''رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ایک کو 'یَرْحَمُكَ اللّٰهُ' کہہ کر دعا دی اور دوسرے کو آپ ﷺ نے 'یَرْحَمُكَ اللّٰهُ' نہیں کہا۔ تو اس دوسرے نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس (بھائی) کو 'یَرْحَمُكَ اللّٰهُ' کہہ کے دعا دی اور مجھے یہ دعا نہیں دی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس (بھائی) نے 'اَلْحَمْدُ لِلّٰہ' کہا تھا اور تم نے نہیں کہا (اس لیے خود تم نے 'یَرْحَمُكَ اللّٰهُ' کا حق کھو دیا)۔''

اسی طرح کسی کو پہلی چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو پاس بیٹھا بھائی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے، لیکن اگر وہ بار بار چھینکتا جائے تو جواب نہ دے، کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ)) (رواہ مسلم)

''رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) ایک شخص کو چھینک آئی تو آپؐ نے ''یرحمک اللہ'' کہہ کر اس کو دعا دی۔ اس کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ زکام میں مبتلا ہے۔''

اسلام کی اس تعلیم کو رواج دینا چاہیے کہ مفت میں سنت پر عمل کرنے کا ثواب مل جائے اور دوسرے کے لیے خیر خواہی کی دعا کرنے کا اجر بھی حاصل ہو۔ آج کل اس عمل سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ نہ کوئی چھینک آنے پر الحمد للہ کہتا ہے اور نہ جواب میں یرحمک اللہ کا دعائیہ جملہ سننے کو ملتا ہے، اِلا ماشاء اللہ۔

مسلمان کا مسلمان پر پانچواں حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔ بیماری کی حالت میں انسان کے ساتھ کوئی شخص ہمدردی کا اظہار کرے اور اُس کے حق میں صحت کی دعا کرے تو اس کا دل خوش ہو جاتا ہے اور کسی کا دل خوش کرنا خود بہت بڑی نیکی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهٗ))

(رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو۔ مثلاً یہ کہ تمہاری حالت بہتر ہے، ان شاء اللہ تم جلد ہی تندرست ہو جاؤ گے) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا (اور یہی عیادت کا مقصد ہے)۔''

کسی مسلمان بھائی کی عیادت میں جو وقت گزارا جاتا ہے وہ اس قدر مقدس ہے کہ گویا وہ شخص اتنی دیر جنت میں رہتا ہے۔ یوں مسلمان بھائی کی عیادت کرنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ)) (رواہ مسلم)

''بندۂ مؤمن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔''

عیادت کرنے والے کا عیادت کے آداب سے واقف ہونا بھی ضروری ہے تاکہ اس کا عیادت کرنا مریض کے لیے تکلیف کا باعث نہ ہو۔ مریض کے پاس تھوڑا سا وقت ٹھہرا جائے' اُس کو تسلّی اور تشفّی کے کلمات کہے جائیں اور بہتر ہے کہ مسنون کلمات کے ساتھ اس پر دم کیا جائے۔ اس کو بشارت دی جائے کہ یہ بیماری تمہارے گناہوں کو مٹا دے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ: ((اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)) (رواہ مسلم)

''جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے: اے تمام لوگوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرما دے اور شفا عطا فرما دے' تو ہی شفا دینے والا ہے' تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں ہے' پس ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری بالکل نہ چھوڑے۔''

یہاں بھی غفلت عام ہے کہ صرف اسی مریض کی عیادت کے لیے وقت نکالا جاتا ہے جس کی عیادت کے لیے نہ جانے پر عزیز و اقارب یا دوست احباب کی طرف سے ناراضگی کا خطرہ ہو' حالانکہ یہ اس قدر فضیلت والا عمل ہے کہ اس کے لیے آدمی کو ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے کہ چند منٹ کی یہ ملاقات ڈھیروں ثواب کا باعث ہے۔

مسلمان کا مسلمان پر چھٹا حق یہ ہے کہ وہ فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرے۔ نمازِ جنازہ جہاں میت کے لیے مفید ہے وہاں جنازہ پڑھنے والوں کے لیے بھی بے حد اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت ماحول پر اللہ کا خوف طاری ہوتا ہے' دل میں رقت پیدا ہوتی ہے' قبروں میں دفن لوگوں کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے اور اپنی موت بھی یاد آتی ہے۔ اس لیے قبرستان کی زیارت کی تلقین کی گئی ہے۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو اہل قبور پر اس طرح سلام پڑھیں اور ان کے لیے دعا کریں:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ)) (رواہ مسلم و احمد)

''سلام ہو تم پر اے گھروں (قبروں) والو! مؤمنوں میں سے اور مسلموں میں سے۔ اور ان شاء اللہ ہم تم سے آ ملنے والے ہیں۔ میں اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت (یعنی چین اور سکون کا) سوال کرتا ہوں۔''

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے' یعنی معدودے چند آدمی بھی جنازے میں شامل ہو جائیں تو کافی ہے' لیکن یاد رہے کہ پیچھے بیٹھے رہنے والے عدم شمولیت کی بنا پر گناہ گار تو نہیں ہوں گے' مگر جنازہ پڑھنے کا ثواب ان ہی کو ملے گا

جو نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔ یہاں بھی ایک غفلت نظر آتی ہے کہ لوگ اسی شخص کے جنازے میں جاتے ہیں جس کے ساتھ رشتہ داری یا دوستی کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ گلی محلے کا کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونے کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ یہ طرزِ عمل اچھا نہیں۔ کسی بھی مسلمان بھائی کے جنازے میں شرکت کا موقع ملے تو ضرور اس میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلَ اُحُدٍ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ)) (رواہ البخاری و مسلم)

''جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازے کے ساتھ رہے جب تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن ہونے سے فراغت ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا، جن میں سے ہر قیراط گویا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا، اور جو آدمی صرف نماز جنازہ پڑھ کے واپس آ جائے (دفن ہونے تک ساتھ نہ رہے) تو وہ ثواب کا (ایسا ہی) ایک قیراط لے کر واپس ہوگا۔''

پس اگر حالات اجازت دیں تو نماز جنازہ کے بعد قبرستان تک میت کے ساتھ رہے اور اس کے دفن ہونے میں معاونت کرے اور حاضر رہے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ قبر مٹی ہی کی ہونی چاہیے، اس کو پختہ کرنے کی ممانعت ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ قبر کچی ہوگی تو کچھ عرصے بعد وہ بوسیدہ ہو کر ختم ہو جائے گی اور اس کی جگہ کسی دوسرے کے دفن کے لیے گنجائش نکل آئے گی، مگر پختہ قبر تو مدتوں قائم رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام حد درجہ حکمت پر مبنی ہیں، ان پر عمل کرنا ثواب اور فائدے کا باعث ہے۔ قبور کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ہدایات دی ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ (رواہ مسلم)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے کہ قبر کو گچھ سے پختہ کیا جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے۔''

گویا کسی قبر پر بیٹھنا اس کی بے حرمتی ہے، جبکہ اگر قبر کو پختہ کر دیا جائے، اس پر عمارت بنائی جائے تو شرک پسند طبیعتیں اس کو پرستش گاہ بنا لیں گی۔ جن بزرگوں کے مزارات پر شاندار مقبرے بنے ہوتے ہیں وہاں جو خرافات ہوتی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، اور جن بزرگوں کی قبریں سادہ اور کچی ہیں ان پر نہ کوئی میلہ لگتا ہے اور نہ خرافات ہوتی ہیں۔

میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔